اسلام اور ہیومنزم میں ازدواجی اور مالی معاملات کا تقابلی جائزہ

Islam and Humanism: A Comparative Study of Marital and Financial Aspects

سعدیہ ناز*
ضیاء الرحمٰن**

Abstract

Islamic teachings put great emphasis in how we deal with people in our daily lives. The prophet (S.A.W.S.) summed up his message by stating: "I have been sent to perfect the best of manners". As Muslims, we, therefore, have to be aware of how each one of us deals with people in our circles. Our good dealings not only will ensure that we are not violating other people's rights but can also make us accepted, loved and appreciated by others.Islam is a religion which regulates and directs life in all its departments. It is not to be regarded, like the modern man's religion as a personal, private affair, which has nothing to do with his economic and political life. It is not merely a body of dogmas or a bundle of rites and rituals; it is a practical code which governs life in all its spheres. Its laws are as effectively operative in our commerce and politics as in our domestic life and social relations. Islam censures political chicanery and economic exploitation as strongly as social excesses and individual dishonesty. Indeed, a true Islamic society is based upon honesty,

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔
** پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

justice and fraternity, and is absolutely intolerant of dishonesty in all its various forms.

باہمی لین دین، خرید وفروخت وغیرہ کو"معاملات" کہتے ہیں، انسانی زندگی میں باہمی ربط وتعلق کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات ناگزیز ہیں، بلکہ زندگی کا دارومدار ہی معاملات پر ہے۔اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے ساتھ معاملات میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی ہے، تاکہ لین دین کرتے وقت انسان احکام شرح اور وحی الٰہی کی روشنی میں اپنے معاملات کو جائز اور پاک صاف رکھ سکیں، ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ دہی، جھوٹ وفریب وغیرہ جیسی چیزوں سے پرہیز کر سکیں۔

"معاملات کا مطلب ہے باہم لین دین،روابط،خرید وفروخت معاشرت اور تعلقات"۔۱

معاملات درج ذیل ہیں:۔

۱ نکاح

۲ طلاق

۳ مالی معاملات (۔ بیع،تجارت،لین دین،سود)

اسلام کی طرح ہیومنزم چونکہ مستقل مذہب نہیں اور دین نہیں جس سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے حوالے سے مستقل راہنمائی فراہم کرتا ہو تاہم ہیومنسٹ فکر میں معاشرتی زندگی کے بعض امور کے حوالے سے کچھ رہنمائی ملتی ہے۔

ہیومنزم میں نکاح /شادی کا تصور:۔

"ہیومنزم میں بعض ہیومنسٹس نے شادی کو غیر اہم بتایاہے اور بعض شادی کے حامی ہیں۔ ان کے نظریات کے مطابق انسان ہر طرح کی آزادی کا حق رکھتا ہے اور اسے اپنے فطری جذبات کو جیسا چاہے ویسا پورا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس معاملہ میں انسان کسی قسم کی روک ٹوک اسی طرح شادی جیسی کوئی پابندی اور بندھن کا قائل نہیں ہے۔ ان کے ہاں شادی کا تصور ہے بھی تواس کا مقصد صرف جنسی خواہشات کا پورا کرنا رنگ رلیاں منانا، موج مستی کرنا اور سیر وتفریح کرنا پھر ایک مقررہ وقت اورمدت کے بعدایک دوسرے سے جدا ہوجانا ہے۔ دوسرا ہیومنزم کے حامی ہم جنس شادی کے قائل ہیں یعنی مرد،مرد سے اور عورت،عو رت سے شادی کر سکتے ہیں۔ہم جنس پسندی (Homosexuality) ایک ہی جنس

کے حامل افراد کے مابین پائے جانے والے جنسی میلان کا رویہ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اِرثی یا وراثتی یا موروثی ہے۔انگلستان اور ویلز میں باہمی رضا مندی کے تحت قانون جنسی جرائم مجریہ ۱۹۶۷ء کے تحت اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ کئی دیگر ممالک میں بھی اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔۲

''ہیومنزم میں باقائدہ شادی کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور یہ مکمل طور پر مذہبی رسومات سے ہٹ کر ہوتی ہیں۔یہ کسی بھی خوبصورت مقام پر منعقد کی جاسکتی ہیں بجائے چرچ یا مسجد کے''۔۳

ہیومنزم میں شادی ایک معائدہ ہے لیکن اس وقت تک جب تک آپ کو کوئی دوسرا بہتریں ساتھی نہ مل جائے۔یہ معائدہ مہینوں کا بھی ہوسکتا ہے اور دنوں کا بھی۔

اسلام میں نکاح

اسلام میں نکاح بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام میں نکاح کا مطلب یہ نہیں کہ انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کی جائے۔ انسان کی چونکہ بہت سی فطری ضروریات ہیں اور نکاح بھی اس فطری ضرورت میں سے ایک ہے اوراسلام ہر انسان کونکاح کی ضرورت کو جائزاور مہذب طریقے سیساتھ پوراکرنے کا حکم دیتا ہے یہی نہیں بلکہ نکاح کو عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''تو جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں ان میں سے دو دو،تین تین،یا چار چار سے نکاح کرو اور اگر تم محسوس کرو خطرہ ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے، تو ایک سے ہی نکاح کرلو''۴

اس آیت کریمہ میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح احادیث مبارکہ بھی نکاح کی ترغیب اور حوصلہ افزائی موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو سنت قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''میں نکاح کرتا ہوں عورتوں سے، جو میری سنت سے پھرا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔'' ۵

ایک اور مقام پر نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اے جوانو! جو نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے اور جس میں طاقت

نہ ہو وہ روزے رکھے۔ روزہ اس کو خصی کر دیتا ہے۔ (شہوت کم کر دیتا ہے)۔۶

بلکہ ایک مقام پر آپ ﷺ نے شادی کو آدھے دین کی تکمیل کہا ہے۔ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''جب کوئی بندہ (مسلمان) شادی کرتا ہے تو اس نے اپنے نصف دین کو مکمل کر لیا۔ پس باقی نصف کے بارے میں وہ اللہ سے ڈرے۔'' ۷

مندرجہ بالا مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ایک طرف نکاح کو جائز قرار دیا تو دوسری طرف زنا سے شدت اور سختی کے ساتھ منع کیا اور عبرت ناک سزا بھی رکھی۔

فرمان ربی ہے:

ترجمہ:''اورنہ جاؤ زنا کے قریب، بے شک زنا بہت بڑی بے حیائی ہے اورگندا راستہ ہے۔''۸

اور زنا کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ''بدکار مرد و عورت دونوں کو سو سودرے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ اور روزقیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزادیتے وقت مسلمانوں کے گروہ کو حاضر رہنا چاہیے۔'' ۹

شادی معاشرتی ستون:۔

شادی صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن، شخصی ضرورت، طبعی خواہش ہی نہیں ہے بلکہ یہ دو خاندانوں کا ملاپ اور معاشرہ انسانی کے بقاء کا ایک بنیادی ستون ہے اور شرعی نقطہ نظر سے بہت اہمیت و فضیلت کا حامل ہے۔ نکاح کی اہمیت اور اس کی بنیادی ضرورت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے شریعت محمدی ﷺ تک کوئی ایسی شریعت نہیں گزری جو نکاح سے خالی رہی ہو۔چنانچہ

اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اے نبی! یقیناً رسول بھیجے ہم نے آپ سے پہلے بھی اورانہیں ازواج بھی دیں اور اولاد بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور رسول صاحبِ اہل وعیال والے رہے ہیں۔'' ۱۰

اللہ تعالیٰ نے نکاح میں دینی ودنیاوی فائدے رکھے ہیں۔ فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔

نکاح صرف جنسی سکون کا ذریعہ ہی نہیں سکون قلب بھی دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

ترجمہ: ’’اللہ وہی ہے تمہیں جس نے نفس واحد سے پیدا کیا اور پھر اس کا جوڑا بنادیا تا کہ وہ اس سے سکون و اطمنان حاصل کرے۔‘‘ ۱۱

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح ایسا ایک انمول تحفہ ہے جو مرد و عورت کے لئے باعث سکون و اطمینان ہے اور انسان کی فطری ضرورت ہے۔ ہر مذہب میں شادی کی اہمیت پر سب متفق ہیں اگرچہ طور طریقے رسم و رواج جدا جدا ہیں۔

اسلام میں نکاح کو انجام دینے کیلئے چند اہم امور

مندرجہ ذیل چند امور اس طرح ہیں۔ایجاب و قبول دوگواہوں کی موجودگی، نکاح میں عورت کے لئے ولی (سرپرست) کا موجود ہونا، نکاح کا اعلان، دعوتِ ولیمہ، مہر کی ادائیگی اور خطبہ نکاح۔ اگر ان امور پر غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ بات خود بخود واضح ہوجاتی ہے کہ یہ امور عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ کس قدر دعوتِ فکر وعمل اور باعثِ ثواب ہیں۔

تبصرہ:

آج دنیا بھر میں ہم جنسی سرپزیر ہے جہاں پر اکثر غیر اسلامی ممالک نے اسے جائز قراردیاہے۔اس کے نتیجے میں ان ممالک میں بچّے بہت کم پیدا ہوتے ہیں اور ان ممالک کے گورنمنٹ کو بچے پیدا والوں پر لاکھوں رائج الوقت رقم خرچ کرنا پڑتا ہے اور ان ممالک میں عورتوں کا بھی برا حال ہے،یہی وجہ ہے کہ اسلام اور دیگرممثل مذہبوں نے اس کام کو ناپاک قرار دیتے ہوئے منع کیا ہے اور فاعل اور مفعول دونوں کو محمدﷺ نے سخت سزا کے موجب قراردیے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت اور دینِ اعتدال ہے۔ اسلام نکاح کو روحانی اوراخلاقی ترقی کے لیے رکاوٹ نہیں بلکہ ترقی کی شاہراہ قرار دیتا ہے۔ اسلام نے ایک طرف رہبانیت کو روا نہیں رکھا ہے تو دوسری طرف انسان کو بے لگام بھی نہیں چھوڑ دیا ہے۔ اسلام انسان کی زندگی میں اعتدال و توازن پیدا کرتا ہے اوراسلام کے فکر اعتدال اور نظریہ توازن میں

انسان ہی کی خیرخواہی و بھلائی ہے۔ اسلام نے نکاح کے سلسلہ میں اعتدال و توازن کا جو جامع فکری و عملی نظریہ پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور ہیومنزم تو کیا کوئی بھی مذہب ایسا جامع نظریہ پیش نہیں کر سکتا۔

ہیومن ازم میں طلاق کا تصور:۔

''ہیومنزم میں اگرچہ طلاق ایک تکلیف دہ اور مشکل عمل سمجھا جاتا ہے اور ایسے سمجھا جاتے جیسے کسی قریبی دوست اور عزیز کو کھو دینا۔مگر بہت سے لوگ طلاق اس لئے لیتے ہیں کہ زندگی کا آنے والا اگلا دور بامقصد اور پر حاصل ہو اور اگر شادی آزادی اور مساوات میں رکاوٹ ہے تو اس کو ختم کر دینا ہی ترقی ہے۔ انسان جب بھی اکتا جائے تو فورا شادی جیسی زنجیر کو توڑ دے اور آزاد ہو جائے۔ تو اس آزادی کے لیے ہیومنزم میں طلاق لینے کے لیے باقائدہ تقریب منعقد کی جاتی ہے۔جس میں طلاق لینے والوں کے عزیز واقارب موجود ہوتے ہیں موسیقی اور شاعری کا اہتمام کیا جاتا ہے اور خوب ہلے گلے اور شور میں سب کی موجودگی میں شادی توڑنے کی وجوہات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔اور ایک دوسرے کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا جاتا ہے۔اور بچوں کی مرضی ہے وہ والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ رہیں یادونوں کے ساتھ۔ ۱۲

ہیومنزم کے انسان منشور دوم میں لکھا ہے:۔

"The right to birth control, abortion, and divorce should be recognized... neither do we wish to prohibit, by law or social sanction, sexual behavior between consenting adults. The many varieties of sexual exploration should not in themselves be considered "evil"... individuals should be permitted to express their sexual proclivities and pursue their life- styles as they desire" ۱۳

یعنی طلاق کے لیے وجہ کا ہونا ضروری نہیں جب دل بھر جائے الگ ہو جاؤ

اسلام میں طلاق کا تصور

''طلاق کا لفظی معنی ہے آزاد کر دینا کرنا،کھولنا یا چھوڑ دینا ہے اور شریعت میں طلاق کا مطلب ہے مخصوص الفا ظ کے ساتھ نکاح کو ختم کرنا ہے۔'' ۱۴

کوئی مرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں سب خوبیاں یہ خوبیاں ہیں،کوئی عیب نہیں، اور

نہ کوئی عورت اس بات کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اس لیے اسلامی معاشرے میں زندگی کا ایک سنہرا اصول یہ ہے کہ خامیوں سے صرف نظر کیا جائے اور خوبیوں پر نظر رکھی جائے۔ اسی صورت سے عائلی زندگی کی گاڑی صحیح خطوط پر چل سکتی ہے۔

اس حکیمانہ پہلو کی طرف قرآن مجید میں ان لفظوں میں مردوں کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے:

ترجمہ:''بیویوں کے ساتھ بھلے ڈھنگ سے زندگی گزارو اگرچہ وہ تمہیں پسند نہیں بھی۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ تمیں جو پسند نہیں کیا خبر اللہ اس میں کوئی بڑی منفعت رکھ دی ہو۔''۱۵

طلاق کے اسباب میں سے دو بڑےسبب یہ ہیں کہ مرد کی جانب سے عورت کے ساتھ حسن سلوک میں کمی یاحسن سلوک کا نہ ہونا، اور دوسری طرف عورت کی زبان درازی اورشوہر کی نافرمانی بھی طلاق کا سبب بنتی ہے۔۔مذکورہ بالا آیت میں مردوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزاریں ان کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کر کے خوبیوں پر نظر رکھیں اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں۔اسی طرح عورتوں سے اپنے شوہروں کی اطاعت کا کہا گیا ہے۔خاندان کی بقا کا تقاضا ہے کہ فریقین اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں۔ طلاق کی نوبت آتی ہی اس وقت ہے جب کسی فریق کی جانب سے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے۔

طلاق نا پسندیدہ عمل ہے:۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ:''حلال چیزوں میں سے سب سے مبغوض ترین چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے''۱٦

طلاق دینے کا شرعی طریقہ:۔

طلاق دینے والے مرد کو چاہیئے کہ وہ طلاق کا شرعی طریقہ اختیار کرے اور طلاق کا شرعی اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ:

1۔ صرف ایک طلاق دی جائے یعنی شوہر بیوی سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔

اس پر طلاق ہو جائے گی، پس ایک طلاق دینے پر ہی اکتفا کرے۔ ۱۷

2۔ طلاق حالت طہرمیں دی جائے۔اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دی جائے۔ ۱۸

3۔ طلاق دینے کے بعد عورت کو عدت گذارنی ہوگی۔ عدت تین ماہواری تک ہے۔ لیکن حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور اگر عورت کو ایام ماہواری نہ آتے ہوں تواس کی عدت تین قمری ماہ تک ہے۔ عدت کے دوران مرد رجوع کر سکتا ہے۔ رجوع کے لئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے رجوع کر لیا، رجوع دو عادل گواہوں کی موجودگی میں کیا جائے۔ ۱۹

خلع کا بیان:۔

اسلام میں مرد کو طلاق کا اختیار ہونے کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی خلع کا حق دیا ہے یعنی عورت کا مرد نبھاہ نہ ہو سکیاور انکا ایک ساتھ رہنا ممکن نہ ہویا لڑائی جھگڑے اورفساد ہو تو ایسی حالت میں عورت خلع لے سکتی ہے۔خلع نبیﷺ کے دور میں بھی ہوا۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

> ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دین و اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی۔ لیکن اسلام میں کفر کو نا پسند کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو باغ ثابت رضی اللہ عنہ نے(مہر میں) دیا ہے اسے واپس کر دو گی اس نے کہا کہ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا باغ کو واپس لے لو اور طلاق دے دو۔'' ۲۰

جس طرح طلاق کے معاملہ میں مردوں کو جلد بازی سے منع کیا اسی طرح عورتوں کو بھی کہا گیا ہے کہ وہ خلع کے معاملہ میں جلدبازی نہ کریں اور بغیر کسی معقول وجہ کے خلع کا مطالبہ نہ کریں۔

تبصرہ:۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے طلاق وخلع کے امور کوتفصیل سے بیان کیا ہے۔ساتھ ہی ساتھ حل بھی بتا دیا ہے جبکہ ہیومنزم میں شادی اور طلاق کے کسی وجہ کا ہونا ضروری نہیں۔جب اور جہاں چاہیں شادی کر سکتے ہیں اورجب بھی وہ اکتاہٹ محسوس کریں

تو اپنا جیون ساتھی بدل سکتے ہیں اس کے لئے وہ کسی قانون پر عمل پیرا نہیں نہ ہی کسی مذہب کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ان کے مطابق انسان آزاد اور خود مختار ہے اور اپنی زندگی جیسے چاہے گزار سکتا ہے۔ اتنی روشن خیالی اور آزادی کے بعد شادی و نکاح جیسے امور کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جو معاشرہ مرد و عورت کے ملاپ کو بقائے لذت و عیاشی کا زریعہ سمجھے وہاں یقیناً نکاح کمزور دھاگے کی طرح ہوتے ہیں جنہیں کسی بھی وقت توڑا جا سکتا ہے۔

ہیومنزم میں مالی معاملات:۔

ہیومنزم نے الٰہی ہدایت کا انکار اور اپنی عقل و نفس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنا اجتماعی نظام اور اجتماعی ادارے خود وضع کئے ہیں۔ان کے نظامِ معیشت میں بنیادی حیثیت سرمایہ کو حاصل ہے۔ اس سے یہ اُصول بھی مستنبط ہوا کہ محض سرمائے کے استعمال سے افزائشِ دولت جائز ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے 'سود' کہا جاتا ہے یعنی محنت کو شامل کئے بغیر محض پیسے سے مزید پیسے کمانا۔ یہی چیز غریبوں کے استحصال کا سبب بنتی اور ارتکازِ دولت کو جنم دیتی ہے جس سے غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

> ''اس کے ردّ عمل میں کمیونزم کا نظام اُبھرا جس نے سرمائے کی برتری کو ردّ کرتے ہوئے انسانی محنت کو معیشت میں بنیادی حیثیت دی اور دوسری انتہا تک چلا گیا۔ ان دونوں کے مقابلے میں اسلام نے اپنے نظامِ معیشت میں انسان اور اس کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو بنیادی اہمیت دی اور سرمائے اور محنت دونوں کے لئے ایک متوازن کردار تجویز کیا۔ اس نے ایک طرف سود کی نفی کی تو دوسری طرف محنت کو بھی اس کا جائز مقام دیا۔''۲۱

> ''نظامِ سرمایہ داری میں فرد کو لامحدود حقِ ملکیت حاصل ہے۔ یہ چیز بسا اوقات استحصال کا سبب بنتی ہے اور معاشرے کے اجتماعی مفادات کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مغرب میں کارپوریٹ ملکیت کے تصور نے اس کو مزید گھمبیر بنا دیا ہے۔اس کے ردعمل میں کمیونزم نے فرد سے حق ملکیت کلی طور پر چھین لیا اور یہ حق ریاست کو دے کر فرد کو اس کا غلام بنا دیا۔ اسلام ان دونوں انتہاؤں کے مقابلے میں ایک معتدل اور متوازن راہ اختیار کرتا ہے۔ اس نے فرد کو حق ملکیت دیا لیکن کسبِ رزق پر اخلاقی پابندیاں عائد کر کے اسے لامحدود نہیں رہنے دیا۔ اسی طرح اس نے اجتماعی مفاد کے مقابلے میں فرد کے حق ملکیت پر قدغن لگا دی اور دوسری طرف اس نے ریاست کی آمریت کے مقابلے میں فرد کی

آزادی کی حمایت کی۔'' ۲۲

ہیومنزم کا سرمایہ دارانہ نظام میں جوئے کی آمدنی جائز ہے، اور ناچ گانے کی آمدنی اور شراب فروخت کر کے حاصل ہونے والی آمدنی بھی قانونی اور جائز ہے۔اسی طرح گورنمنٹ کا ٹیکس دینے کے بعد ہر طرح کا اِسراف بھی جائز ہے۔

''وہاں دنیا اور دولت کی محبت وہاں بنیادی قدر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے دین و اخلاق کا پہلوغالب نہ ہونے کی وجہ سے حرص، ہوس، حسد ہر قیمت پر اور جلد سے جلد امیر ہونے کی خواہش نے اَفراد کو دنیاوی اُمور میں مسابقت اور ہر قیمت پر معیارِ زندگی بلند کرنے کی دوڑ میں شامل کر دیا ہے، اسی بنا پر وہاں سے صبر، توکل، قناعت اور اطمینانِ قلب رخصت ہو گیا ہے،صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک میں سرمائے کا ارتکاز ہو گیا ہے اور دوسری قومیں وسائل سے محروم ہیں جو بجا طور پر یہ سمجھتی ہیں کہ ان ترقی یافتہ ممالک کی خوشحالی ماضی میں ان کے معاشی وسائل کے استحصال کا نتیجہ ہے۔اس عدمِ مساوات نے کشمکش اور احتجاج کو جنم دیاہے اور G-8 اور G-2(کا اجلاس جہاں بھی ہوتا ہے، خود مغرب کے فہیم عناصر اس کی مخالفت اور اس کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔یوں مغرب کے سرمایہ دارانہ معاشی نظام کی ناانصافی اظہر من الشّمس ہے،باقی افراد کے اخلاق و کردار پر اس نے جو تباہ کن اثرات ثبت کئے ہیں، وہ اس پر مستزاد ہیں،پوسٹ ماڈرنسٹ فلا سفر اور ماہرین معیشت اس پر سخت تنقیدیں کر رہے ہیں۔ ۲۳

مختصراًسرمایہ دارانہ نظام یہ کہتا ہے کہ ذاتی منافع کے لئے اور ذاتی دولت و جائیداداور پیداواری وسائل رکھنے میں ہر شخص مکمل طور پر آزاد ہے، حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ تاہم دنیا میں سو فیصد(100%) سرمایہ دارانہ نظام کسی بھی جگہ ممکن نہیں، کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طرح لوگوں کے کاروبار میں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی وغیرہ میں سرمایہ دارانہ نظام ہیں۔

مغرب کا پورا نظام چاہے وہ سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کی شکل میں ہو، اشتراکیت (Socialism) کی شکل میں ہو یا مخلوط معیشت (Mixed Economy) کی شکل میں ہو، سود پر سارا نظام قائم ہے۔ اس نظام کا سب سے مرکزی اور مضبوط ادارہ بینک ہے۔۔ بینک ہی کے ذریعے وہ سود، کاغذی کرنسی اور فریکشنل ریزور سسٹم کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور بینک کی بنیاد سود پرقا?ئم ہے۔ یعنی بینک لوگوں سے کم شرح سود پرقرضے

لیتا ہیں اور دوسروں کو زیادہ شرح سود پر قرضے دیتا ہیں۔ درمیان میں جوشرح سود کا فرق ہے وہ بینک کا منافع ہوتاہے۔ لہٰذا سود کیبغیر بینک کا وجود محال ہے۔

بین الاقوامی تجارت:۔

بین الاقوامی تجارت پر بھی ان مغربی قوتوں کا قبضہ ہے۔ اس وقت ہر دن دنیا میں کھربوں ڈالروں کی تجارت ہوتی ہیں اور تجارت کے بین الاقوامی قوانین کے تحت صرف چار کرنسیاں استعمال ہوسکتی ہیں جو ہیں ڈالر، یورو، پاونڈ اسٹرلنگ اور جاپانی ین۔ اور دنیا کی تقریباً 89 فیصد تجارت ڈالروں میں ہوتی ہے اور باقی گیارہ ۱۱ فیصد ان تین دوسری کرنسیوں میں ہو تی ہے۔ اور ڈالروں کو چھاپنے کا اختیار امریکی نجی بینک کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ تو ڈالرکے ذریعے انہوں نے بین الاقوامی تجارت کو قابو میں کیا ہو ا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک غریب ممالک کے تاجروں کو اپنی مارکیٹوں میں مال بیچنے پر پابندی لگا رکھی ہے جبکہ وہ ترقی پذیر ممالک کے مارکیٹوں میں براہ راست مداخلت کرکے وہاں اپنا سامان بیچتے ہیں۔ اس خلاء کوکم کرنے کے لئے انہوں نے پہلے گیٹ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو ناکام ہوا پھر بعد میں انھوں نے ''بین الاقوامی تجارت کا ادارہ'' (W.T.O)قائم کیا جو صرف اور صرف ترقی یافتہ ممالک کے حقوق کی پاسبانی کرتا ہے۔

اسلام میں مالی معاملات:۔

عقائد وعبادت کی طرح مالی معاملات بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔جب تک کسی معاشرہ کے معاشی اور مالی معاملات مناسب اُصول وضوابط کے پابند نہ ہو ں، تب تک اس معاشرہ کی منصفانہ تشکیل ممکن ہی نہیں۔ اسلام چونکہ منصفانہ معاشرہ قائم کرنے کا داعی ہے، اس لیے اسلام نے لین دین اور تجارتی تعلقات کے متعلق نہایت عمدہ اور جامع اُصول عطا کئے ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنی معیشت کوصحت مند بنیادوں پر استوار کر سکتے ہیں۔

،چنانچہ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن خطاب کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''ہمارے بازار وں میں وہی خرید وفروخت کرے جسے دین (تجارتی احکام) کی سمجھ ہو۔'' ۲۴

تیرھویں صدی ہجری کے مالکی فقیہ مُحمد بن احمدالرہونی رحم؟ اللہ علیہ (متوفی۱۲۳۰ھ)

نے اپنے شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

''اُنھوں نے مراکش میں محتسب کو بازاروں میں گشت کرتے دیکھا، جو ہر دکان کے پاس ٹھہرتااور دکان دارسے اس کے سامان سے متعلق لازمی احکام کے بارہ میں پوچھتااور یہ دریافت کرتا کہ ان میں سود کب شامل ہوتا ہے اور وہ اس سے کیسے محفوظ رہتا ہے؟ اگر وہ صحیح جواب دیتاتو اس کو دکان میں رہنے دیتا اور اگر اسے علم نہ ہوتاتو اسے دکان سے نکال دیتا اور کہتا تیرے لیے مسلمانوں کے بازار میں بیٹھنا ممکن نہیں تو لوگوں کو سود اور ناجائز کھلائے گا۔ ۲۵

لین دین کیدرج ذیل احکام ہیں جو شریعت کی رو سے لازمی اور واجب التعمیل ہیں

بیع:۔

بیع کے لغوی معنی:خریدنا اوربیچنا ہے۔ ۲۶

علمائے شریعت کے نزدیک لین دین کے وہ تمام معاملات جو کسی معاوضہ کی اساس پر طے پاتے ہیں،بیع کہلاتے ہیں اس لیے بیع کا شرعی مفہوم یوں بیان کیا جاتاہے:

ترجمہ: ''بیع کا معنی ہے قیمت کے عوض چیز کی ملکیت دوسرے کی طرف منتقل کرنا۔''۲۷

ترجمہ: ''بیع صرف باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔'' ۲۸

بیع کی شرعیت: بیع یعنی خرید وفروخت کا شرعی ہونا قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے بیع حلال کیا اور سود حرام۔'' ۲۹

خرید وفروخت کی اجازت کا فلسفہ:۔

یہ بات مسلم ہے کہ خرید وفروخت ہمیشہ سے ہی انسانی زندگی کااہم حصہ رہا ہے، اس لیے کہ یہ انسا ن کی ضرورت بھی ہے کیونکہ اس کے بغیر انا ہن کی ضروریات پوری ہونا ممکن نہیں۔اس دنیا میں موجود ہر انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اپنے زیر استعمال آنے والی چیزیں خود بنائے اس کے لئے اسے دوسروں کا دست نگر ہونا پڑتا ہے۔۔چنانچہ انسانوں کو اپنی حاجات وضروریات کے لیے دوسروں کا محتاج ہونا پڑتاہے۔اس لئیخر ید وفروخت کے معاملات نا گزیر ہیں۔

سود کی ممانعت:۔

سود کو عربی زبان میں ربا کہتے ہیں۔لغت میں ربا کا معنی زیادتی' بڑھوتری اور بلندی ہے۔ ابو القاسم الحسین بن محمد اصفہانی کہتے ہیں:

ترجمہ: ''اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں لیکن شریعت میں ہر زیادتی کو ربا نہیں کہتے بلکہ وہ زیادتی جو مشروط ہو، سود ہے، شرط کے بغیر اگر مقروض، دائن کو خوشی سے کچھ زائد مال دے تو جائز ہے سود نہیں۔'' ۳۰

ابو منصور محمد بن احمد الازہری، م فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''زیادتی دو قسم پر ہے، حرام وہ قرض ہے جو زیادتی کے ساتھ وصول کیا جائے یا اس سے فائدہ (بطور شرط) حاصل کیا جائے، وہ حرام ہے اور جو حرام نہیں وہ یہ ہے کہ مقروض مدت مقررہ پر اصل رقم پر بطور ہبہ کچھ اضافی مال قرض خواہ کو غیر مشروط دیدے۔''۳۱

ترجمہ: ''شریعت میں رباء کا مطلب تجارتی سودے کے بغیر اصل مال پر اضافی منافع وصول کرنا۔'' ۳۲

لہٰذا قرض میں دئے ہوئے اصل رقم پر اضافی رقم طلب کرنا(تعین شدہ شرائط کے ساتھ) وہ سود ہے۔ اور سود حرام ہے۔

بیع اور تجارت کا باہمی فرق:

بیع کے مقابلہ میں تجارت کا مفہوم قدرے محدود ہے۔ تجارت کا مطلب ہے Trade یعنی کوئی چیز اس غرض سے خریدنا تاکہ اسے بیچ کر نفع حاصل کیا جائے خواہ بعد میں نفع ہو یا نقصان، جبکہ بیع کا لفظ وسیع تر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

خرید وفروخت کی دو قسمیں ایسی ہیں جو بیع تو ہیں مگر تجارت میں شامل نہیں:

ذاتی استعمال کے لیے چیز خریدنا، یہ بیع تو ہے لیکن تجارت نہیں کیونکہ اس کا محرک نفع کا حصول نہیں بلکہ اپنی ضرورت ہے۔

کسان کا اپنی فصل یا مینوفیکچرر کا اپنی مصنوعات بیچنا بیع تو ہے مگر تجارت نہیں کیونکہ یہ دونوں کسی سے چیز خرید کر نہیں بیچتے بلکہ خود پیدا یا تیار کرتے ہیں۔ تجارت تب ہی ہوگی جب چیز ایک سے خرید کر دوسرے کو بیچی جائے۔

تجارت کی فضیلت اورکاروباری اخلاقیات۔

ایک دوسرے کے ساتھ اشیا کا تبادلہ چونکہ انسانی معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے، اس لیے قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویؐ میں بڑے شوق آفرین انداز میں خرید وفروخت کے ذریعے کسب مال کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآنِ حکیم نے متعدد مقامات پرتجارت کے ذریعے حاصل ہونے والے فوائد کو اللہ کا فضل قرار دیا ہے۔ حج کے معاشی اور تجارتی پہلو کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ’’تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو۔پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کاذکر کرو۔اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تمھیں ہدایت کی ہے بلاشبہ اس سے پہلے تم گمراہی میں تھے۔‘‘ ۳۳

تجارت چونکہ کسب معاش کا بہترین طریقہ ہے، اسے اگر جائز اور شرعی اصول کے مطابق انجام دیاجائے تو دنیوی اعتبارسے یہ تجارت نفع بخش ہوگی اور اخروی اعتبار سے بھی یہ بڑے اونچے مقام اور انتہائی اجروثواب کا موجب ہوگی۔ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’جوتاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانت کو اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا‘‘ ۳۴

کاروبار کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ سچائی اختیار کیجیے؛جھوٹ بولنے اورجھوٹی قسمیں کھاکر جو لوگ اپنی تجارت کو فروغ دیتے ہیں، وقتی طور پرا گرچہ نفع معلوم ہوتا ہے؛ مگر درحقیقت ایسی کمائی اور ایسی تجارت سے برکت اٹھالی جاتی ہے، رسول اکر م صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’خرید نے اور بیچنے والے اگر سچائی سے کام لیں اور معاملے کو واضح کر دیں تو ان کی خرید وفروخت میں بر کت دی جاتی ہے، اور اگر دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے کا روبارسے برکت اٹھا لی جاتی ہے‘‘ ۳۵

ایک دوسری روایت کا مفہوم ہے:

اپنا مال بیچنے کے لیے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو! یہ چیز وقتی طور پر تو فروغ کی معلوم ہوتی ہے؛ لیکن آخر کار کا روبار سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ۳۶

شریعت کے روسے تجارت کا اہم اصول یہ ہے کہ مال کا کوئی عیب نہ چھپایا جائے، صاف صاف تمام چیزیں بیان کردی جائیں،ا یسے ہی کاروبامیں غیب سے برکت نازل ہوتی ہے اور وہ کاروبار فروغ پاتا ہے۔

کاروبارمیں ہمیشہ دیانت وامانت اختیار کرنا چاہیے۔ناپ تول میں کمی نہ کیجیے، تجارتی معاملات میں یاعام لین دین حق دار کو اس کے حق سے کم دینا ہلاکت اور خسارہ کا باعث ہے، قرآن نے خاص طور پر اس سے دوررہنے کی ہداہت دی ہے، اور ناپ تول میں کمی کر نے والوں کو اللہ کے غضب سے بچنے کی تلقین کی:

ترجمہ: ''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں پوراپورا لیتے ہیں،جب ان کو ناپ کریاتول کر دیتے ہیں تو انھیں کم دیتے ہیں، کیایہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں، اس دن کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے'' ۳۷

خریداروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے، اچھے اخلاق، اچھی زبان اورمیٹھے الفاظ کے ذریعہ خریداروں کو اعتماد میں لیا جاسکتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے'' ۳۸

جو اشیاء اسلام نے حرام قرار دی ہیں، ان کو مال تجارت بنانا یا ان کی خرید و فروخت کرنا بھی حرام ہے، جیسے شراب، افیوں، ہیروئن وغیرہ ...... اسی طرح لاٹری، سٹہ بازی، قُحبہ گری، سودی لین دین، اخلاق سوز فلمیں اور آڈیو ویڈیو کیسٹس، آلات موسیقی، گانے بجانے کے اسکول یا اکیڈمیاں، اخلاق سوز ناول، فحش لٹریچر اور رسالے وغیرہ اس ممانعت میں شامل ہیں، رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''بیشک اللہ اور رسول ﷺ حرام قرار دیا شراب کو،مردار کو، سور کو اور بتوں کی خرید و فروخت کو'' ۳۹

تجارت کرنے کے ساتھ حقوق اللہ کی ادا ئیگی کا خاص خیال رکھا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کاروبارمیں ڈوب کر خدا سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے، ایسے کاروبامیں کبھی اللہ کی

رحمت نازل نہیں ہو سکتی۔معاش کی اہمیت مومن کو اس دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ یہی سب سے بڑی چیز ہے اوریہی زندگی کا اصل مسئلہ ہے؛ بلکہ وہ خدا کی رحمت اور اس کے اخروی انعام کو ہی اصل اورسب سے بڑی چیز سمجھیں اور کسی بھی حال میں دنیا سے لَو نہ لگائیں۔

اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ دنیوی تجارت بھی اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق انجام دیں! اس لیے کہ ایمان والے اسلامی اصول کے پابند ہیں، اگر تجارت قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائے گئے اصول کے مطابق انجام دیں تو یہ اسلامی تجارت کہلائے گی اور دنیوی سرگرمیاں بھی فکر آخرت کی دائرے میں شامل ہوجائیں گی

اگر خرید و فروخت کا سلسلہ نہ ہوتاتونظامِ حیات درہم برہم ہوجاتا،انسانیت اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہوجاتی اور انسان ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے یا توچوری کا سہارا لیتا اس کا اثر یہ ہوتا کہ لوگوں کا مال نہ صرف غیر محفوظ ہوتا بلکہ فتنہ فساد پھیل جاتا۔یہ تو اللہ تعالی کااپنے بندوں پر خاص لطف وکرم ہوا کہ اُنہیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے خرید وفروخت کی اجازت دی اور اس کے متعلق احکام و ہدایات بھی وضع کر دیں۔

تبصرہ:

اسلامی طریقہ تجارت میں شتر بے مہار آزادی، ہوس، مفاد پرستی اور خود غرضی کو کنٹرول کرنے کاشاندار میکانزم موجود ہے اوریہی وہ خرابیاں ہیں جو معاشرے کے اجتماعی مفادات پر اثر انداز ہوتی ہیں اورمعاشی بے اعتدالیوں اور نا ہمواریوں کاباعث بنتی ہیں۔

معیشت و تجارت کے حوالہ سے دین اسلام کا ایک نمایاں وصف ہے کہ یہ نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح لوگوں کو کھلی چھٹی دیتا ہے اور نہ ہی آہنی زنجیروں میں جکڑتا ہے۔ بلکہ اس کا رویہ اعتدال پر مبنی ہے کہ جہاں اپنے ماننے والوں کوتجارت کے ذریعے کسبِ مال کی ترغیب دیتاہے، وہاں ایسے رہنماأصول بھی پیش کرتا ہے جن کو ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ ان اُصولوں کی پابندی کر کے جو بھی لین دین کیا جائے، وہ شریعت کی نگاہ میں جائز تصور ہو گاخواہ وہ دور جدید کی ہی پیداوار ہو، یعنی اسلام کا رویہ معتدل ہونے کے ساتھ ساتھ جامع اور لچک دار بھی ہے جو ہر دور کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔

خلاصہ:

اس میں شبہ نہیں کہ اسلام جہاں معاشی ترقی کا خواہاں ہے، وہاں دینی،روحانی اور اخلاقی ہدایات کا معلم بھی ہے جن کی خلاف ورزی کر کے فلاحی نظامِ معیشت کا قیام ممکن نہیں،اس لیے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ انسان حصولِ مال کی خاطر بے مہار ہوجائے اورحلال و حرا م کا امتیاز ہی ختم کر دے کیونکہ اس طرح معاشی بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے پورا معاشرہ متاثرہوتا ہے، اس لیے اسلامی ریاست میں ان لوگوں کو کاروبار کی اجازت نہیں ہے جو ان احکام سے واقف نہ ہوں جو اسلام نے تجارت کے سلسلے میں دیئے ہیں

حوالہ جات

۱۔ فیروز الغات اردو جامع مولوی فیروز الدین صاحب فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ ۲۰۱۰ ص ۱۳۰

2- Jane Wynne Willson, Sharing the future, A practical guide to humanist and non-religious weddings and affirmations, UK, British Humanist Association,Act 2004

3- Jane Wynne Willson, Sharing the future, A practical guide to humanist and non-religious weddings and affirmations, non –Religious cereomony, UK, British Humanist Association,Act 2004

۴۔ النساء:۳

۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت، دار ابن کثیر الیمامہ، ۱۴۰۷ھ، ج۵،ص۱۹۴۹

۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، ج۵، ص۱۹۵۰

۷۔ المنذری، عبدالعظیم، ابومحمد،الترغیب و الترھیب،،، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ، ج۳، ص۲۹

۸۔ الااسراء:۳۲

۹۔ النور:۲

۱۰۔ الرعد: ۳۸

۱۱۔ اعراف:۱۸۹

12- Jane Wynne Willson, Sharing the future, A practical guide to humanist and non-religious weddings and affirmations, UK, British Humanist Association, divorce-ceremonies act 2004

13- "Manifestos II," p. 18

۱۴۔ شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، رد المحتار علی در المختار۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ:

۱۳۹۹ھ،جلد ۲ ص ۵۷۰.

۱۵۔ النسا ء:۱۹
۱۶۔ ابو داؤد مع عون المعبود ج۱،ص۱۲۲،
۱۷۔ (مزید تفصیل تفسیر سورۃ الطلاق آیت نمبر ۱)
۱۸۔ مزید تفصیل تفسیر الطلاق:۲
۱۹۔ مزید تفصیل تفسیر سورہ بقرہ:۲۲۸،سورہ الطلاق:۴، سورہ الاحزاب ۴۹
۲۰۔ بخاری ج۲،ص۹۴۷
21- M. Fahim Khan, Essays in Islamic Economics, Islamic Foundation Leicester, UK
۲۲۔ مولانا محمد حافظ و مولانا سید محبوب الحسن، سرمایہ دارانہ نظام - ایک تنقیدی جائزہ،،، کراچی ۲۰۰۶ئص ۴۲
۲۳۔ سرمایہ دارانہ نظام - ایک تنقیدی جائزہ،، ص۴۳-۴۴
۲۴۔ ایضاً۔
۲۵۔ ایضاً۔
۲۶۔ ایضاً۔
۲۷۔ ایضاً۔
۲۸۔ ایضاً۔
۲۹۔ البقرۃ: ۲۷۵
۳۰۔ المفردات في غریب القرآن اصفہانی،، دار المعرفہ البنان جلد ۱ص ۱۸۷
۳۱۔ تہذیب اللغ ،ابو منصور محمد بن احمد الازہري، دار احیاء التراث العربي بیروت: ج ۱۵:ص ۱۹۶
۳۲۔ النہایہ،،ابن الاثیر الجزري، المکتبۃ العلمیہ البیروت: ج۲:ص۱۹۲
۳۳۔ البقرۃ: ۱۹۸
۳۴۔ سنن الترمذي، حدیث نمبر:۱۲۵۲
۳۵۔ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۹۳۷
۳۶۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۲۱۰
۳۷۔ المطففین:۱-۶
۳۸۔ صحیح البخاري، حدیث نمبر: ۲۰۷۶
۳۹۔ صحیح البخاري حدیث نمبر:۲۲۳۶